

قرон وسطی کے مسلمان جغرافیہ دان

سلک محمد فیروز فاروقی

یورپ کی اسلامی کونسل کے زیر اہتمام "اسلام اور جدید سائنس،" کے موضوع پر منعقدہ مجلس سذاکرہ کی کارروائی سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے تہذیبی و ثقافتی ورثہ کی نسبت عصر حاضر کے یورپی اور امریکی دانشوروں کے خیالات میں صحت مнд تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ اس سذاکرہ میں فرانس کے ڈاکٹر مارلیس بوکیل کے مخلافہ متعدد علماء نے حصہ لیا اور اس خیال کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کی تہذیبی و ثقافتی تاریخ کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا اور تاریخ نویسون نے تعصب اور تنگ نظری سے کام لیتے ہوئے عالمی تاریخ کی بن مانی تعبیر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرон وسطی میں اسلامی تمذیب و تمدن کے نشوونما اور ارتقائی مرحل کی تاریخ اور اس کے فلسفہ کا موضوع ابھی تک بیکاری اسلامی تحقیق کے ایسے موضوعات میں شامل ہے جن کی طرف ماہرائے تحقیقی صلاحیت کے ساتھ بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ہر چند کہ متعدد مسلمان علماء اور تاریخ نگاروں نے اپنی اپنی بساط اور انداز کے مطابق زیر نظر موضوع پر مواد جمع کیا ہے ہر بھی اس موضوع کو تحقیقات اسلامی کا ایک زندہ ہدف قرار دیا جاتا سکتا ہے۔

زیر نظر مقالہ کا مقصد یہ ہے کہ قرون وسطی کے مسلمان جغرافیہ دانوں کی علمی استعداد، تحقیقی صلاحیت، حقیقت پسندی، جستجوئی علم اور آزادانہ طریق سطalue کا ایک ایسا خاکہ پیش کیا جائے کہ ایک قاری مختصر وقت میں علم کے اس اہم شعبہ میں مسلمانوں کی خدمات کو یہک نظر دیکھ سکے۔

مروخ ابو الفداء (۱۲۷۳ء - ۱۳۳۱ء) نے تقویم البلدان میں اپنے سے پہلے کے سائیہ جغرافیہ دانوں کے نام دیتے ہوئے سب سے پہلے ایک بدوسی این العرام کا ذکر کیا ہے جس نے ابی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عهد میں یا کچھ عرصہ قبل عرب کے جغرافیہ پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مولانا عبدالعزیز سیمن کے پاس موجود تھا اور انہوں نے سال ۱۹۳۰ء میں "ادارة المعارف هند"، کے عربک كالج دہلی کے اجلام میں اس پر تقریر کی تھی۔ (۱) اسلامی اقتدار کے اولین دور میں الفزاری (۷۹۶ء) نصر بن شمیل (۸۳۵ء) مولف کتاب الصفات (۷۸۰ء) احمد النهاوندی (۷۹۱ء) عرام بن الاسbag السلمی (مولف کتاب الاسماء الجبال التهامة (۸۸۵ء) اور جزیرۃ العرب) (۲) اور الخوارزمی (۸۰۰ء - ۸۸۰ء) کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

سوخر الذکر الخوارزمی، عہد ساسون الرشید (۸۱۳ء - ۸۳۳ء) کا مشہور و معروف منجم اور ریاضی دان تھا اور علم ہٹیت میں بھی کامل دستگاہ و کھتا تھا۔ اس فاضل کا شمار نقشہ کشی کے اولین بانیوں میں ہوتا ہے۔ الخوارزمی نے متعدد نقشوں کی وضاحت کے لئے "صورة الأرض"، لکھی (۳) اور دریائے نیل کا ایک مفید نقشہ تیار کیا۔ برتوہولڈ (۴) کے مطابق اس نے اس نقشے کی تیاری میں بھی حصہ لیا تھا جو ساسون الرشید کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

سلیمان بصری (۸۵۱ء) بنیادی طور پر ایک تاجر تھا۔ ہندوستان اور شرق بعید کے طویل سفر کے بعد ۸۵۱ء میں ہند و چین کا سفر ناسہ لکھا۔ ابو زید صرافی نے سلیمان التاجر کی معلومات کو "سلسلة التواریخ" میں قلمبند کیا۔ (۵) العاجاظ، عمرو بن بحر بصری (۸۶۹ء) بنیادی طور پر علم حیوانات کا ماہر تھا۔ اس نے حیوانات کی جغرافیائی اور ماحولی تقسیم پر مفید معلومات کو کتاب الحیوان

كتاب الزرع والنخل اور كتاب السودان والبيضاں، میں جمع کیا۔ الکنڈی ابو یوسف یعقوب (۸۷۳ء) اوائل قرون وسطی کا مشہور فلسفی، طبیب اور جغرافیہ دان تھا۔ القسطلی ابو الحسن علی بن یوسف مصری (۱۲۳۸ء) نے تاریخ الحکماء میں کنڈی کی دو سو پچس کتابوں کی فہرست دی ہے۔ الکنڈی نے پھاڑوں کی چوٹیوں کا فاعلیہ معلوم کرنے کے طریقہ پر ”معرفۃ العاد قتل العجال“، لکھی اور آب و ہوا کے عوامل و عناصر، جواہرات اور پتھروں کے اقسام و انواع، جغرافیائی تقسیم، مدو جزر کے اسباب و عوامل، زلزلوں کے اسباب، بارش کی اقسام وغیرہ پر تحقیقات کیں۔ الکنڈی کی کتاب ”رسم المعمور سن الارض“، خالص جغرافیائی انداز میں لکھی گئی ہے اور خاصی افادت کی حاصل ہے۔ ابو عشر (۷۸۶-۷۸۸ء) نے قوانین مدو جزر معلوم کئے جو حرکت قمری بالحاظ ارض ہر مبینی تھے۔ ابن خردابہ مولف كتاب المسالک والمسالک، بھی اسی دور کا ایک فاضل جغرافیہ دان تھا۔

ابوحنیفہ احمد بن و نند الدینوری (۸۰۵ء) مولف اخبار الطوال کے ہان بھی خاصا جغرافیائی سواد سلتا ہے۔ دینوری، جاحظ اور ابو زید بلخی (۹۳۲ء) بقول ابو حیان توحیدی یہ تینوں فضلاء ہم مرتبہ لوگ تھے اور ان میں علی کا ہر ایک رازویہ لا جواب و بے نظیر تھا^(۱) الدینوری کی ”كتاب النبات“، اس کی آفاقی اور لازوال شہرت کا اصل سبب ہے^(۲) اس کی ”كتاب البلدان“^(۳) اور ”كتاب الكسوف“^(۴) بھی خاصی اہمیت و افادت کی حاصل ہیں۔ منجم عبد الرحمن الصوفی نے ۹۴۶ء میں دینور میں وہ مکان دیکھا تھا جو دینوری کے لئے وصده کا کام دیتا تھا^(۵) (السرخی، احمد بن محمد ۸۹۹ء) (کنڈی کا شاگرد مولف ”كتاب المسالک و المسالک“) نے مختلف بلاد و اسصار کے حالات و کوائف اور ذرائع آمد و رفت پر سفید مواد جمع کیا۔ سمندروں اور پھاڑوں

کے جغرافیائی کوائف پر "رسالہ فی البحار والسباہ والجیال،" لکھا۔ یعقوب احمد بن ابی یعقوب سصری (۸۹۲ء) مولف کتاب البلدان (۸۹۱ء) کو قرون وسطی کا عظیم سلمان جغرافیہ دان، اور بابائے جغرافیہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے افکار و نظریات نے پہلے بھل یورپ پر اثرات مرتب کئے۔ المرزوqi جعفر بن احمد (۸۸۷ء) نے السرخسی کی طرز پر کتاب المسالک و الممالک لکھی۔ البلدان ذری احمد بن یحییٰ بن جابر (۸۹۲ء) مولف فتوح البلدان (۱۱) اور کتاب البلدان کا مرتبہ نوین صدی کے فضلانے جغرافیہ میں بہت بلند ہے۔ (۱۲) النائزی (۹۲۲ء) ایک مشہور و معروف منجم اور جغرافیہ دان تھا۔ البتائی (۹۲۹ء) نے ۳۲ برس تک آسمانی کیفیات پر مشاهدات کئے اور نتائج کو متعدد کتابوں میں پیش کیا۔ راجیومان طیس نے البتائی کی الواح سے استفادہ کر کے ایسے نقشے تبار کئے جن کی مدد سے کولمبس امریکہ تک پہنچ سکا۔ ابن الفقیہ، ابویکر بن محمد اسحاق الحمدانی (۹۰۲ء) نے مختلف شہروں اور علاقوں کے حالات پر "کتاب البلدان،" لکھی (۱۳) الشیرازی، علی بن جعفر نے ۱۰۲۲ء میں اس کا ایک خلاصہ تیار کیا جو اب بھی دستیاب ہے (۱۴) ابن رستہ، ابو علی احمد بن محمد نے "العلاقة التفسية،" کے عنوان سے ایکہ دائرة المعارف (۹۰۶ء) تیار کیا تھا۔ اس دائرة کی ساتویں جلد جغرافیہ کے موضوع سے ستعلق ہے جو اب برٹش میوزیم کی زیست ہے۔ ابن سہل ابوزید (۹۳۷ء) بلغی نے "کتاب الاشكال،" ترتیب دی جس میں کافی تعداد میں نقشے شامل ہیں (۱۵) اس نے چین، ہندوستان اور متعدد مشرقی علاقوں کے حالات پر "کتاب المسالک،" والممالک،" بھی لکھی۔ ابوالوفاء (۹۳۹ - ۹۹۸ء) کا شمار خطی جغرافیہ کے علماء میں ہوتا ہے۔ المقدسی، ابو عبدالله محمد بن احمد فلسطینی (۹۴۲ء) - ۱۰۰۰ء کے تاجر علی کا مغرب آج بھی معرفت ہے۔ احسن التقاسیم فی سرفہ

الاقاليم (۹۸۵ء) اس اکی ماہہ ناز تالیف ہے (۱۶) اس فاضل جغرافیہ دان نے متعدد رنگین نقشون کی مدد سے دنیا کو ۱۷ خطوط میں تقسیم کیا اور رواجی علاسات کی مدد سے انہیں زیادہ سے زیادہ مفید بنایا۔ اور طبعی جغرافیہ میں بعض اقلالی حقائق کا اختلاف کیا۔ الپریونی (۹۷۲ - ۱۰۵۲ء) کو ہم بلاشبہ قرون وسطی کا عظیم ترین جغرافیہ دان قرار دے سکتے ہیں۔ اس کی عظیم الشان تالیفات میں سے الاتار الباقیہ عن القرون الخالية (۱۰۰۰ء) القانون المسعودی فی المہیثة والتجوم، کتاب التفہیم لاوائل صناعة التجییم، کتاب العماہیر، غرة الزجاجہ اور تحقیق سا فی المہند یا کتاب المہند (۱۰۳۰ء) بطور خاص قابل ذکر ہیں (۱۷) الپریونی نے کوہ ہائے ہمالیہ اور براعظم یورپ کے کوہ ہائے الپس (Alps) کے ارضیاتی تعلق کی وضاحت کی، براعظم افریقہ کی شرق و سغرب کی سخت وسعت کی بجائیے جنوب کی جانب وسعت اور پھیلاؤ کا نظریہ پیش کیا، مختلف مقامات کے طول بلد معلوم کرنے کے صحیح ترین طریقہ سے دنیا کو روشناس کرایا، مدو جزو کے امباب و عوامل پر محققانہ بحث کی، زمین کے جہکاؤ اور اس کی شکل و صورت پر حقائق جمع کئے اور قطبین پر دن رات کے اوقات اور گردش ارضی کے بارے میں اپنے تفصیلی مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا۔ المسعودی، ابوالحسن علی بن حسین (۹۵۶ء) مولف المروج الذهب والمعدن الجوادر (۹۷۲ء)، نظریانی (۹۵۶ء) مرأۃ الزمان (۳۰ جلد) کتاب الاوصاف اور کتاب التنبیہ والاشراف۔ کو بنیادی طور پر سورخ ہے لیکن اس کے ساتھ مراتھ اس نے جغرافیائی مباحثت پر بھی بہر پور انداز میں قلم الٹھایا ہے (۱۸) مسخر الذکر کتاب میں حیاتیاتی اور غیر حیاتیاتی ارتقاء کائنات پر مفصل بحث کی ہے۔ المجريطي (۱۰۲۹ - ۱۰۸۴ء) اور خوشیار (۱۰۲۹ء) بھی علوم جغرافیہ میں قابل داد عبور رکھتے تھے۔ الفرغانی، ابو العباس احمد بن محمد مولف

الدخل الى علم هیئتۃ الافلاک، عہد مامون الرشید (۸۱۳ - ۸۳۳ ع) کا جلیل القدر منجم اور جغرافیہ دان تھا (۱۹) موسی بن شاکر (عہد مامونی) اور اس کے تینوں فرزند محمد احمد، اور حسن نے عملی جغرافیہ میں قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ این فلدان (۹۹۰ ع) کے جغرافیائی نظریات ہر مشتمل ایک قیمتی رسالہ ذکر ولیدی نے مشہد (ایران) سے دریافت کیا ہے۔ الکاتبی، علی بن عمر القزوینی مولف "حکمت العین" این فلدان کا ہم عصر جغرافیہ دان عالم تھا۔ المصہبی نے فاطمی خلیفہ العزیز (۹۶۰ - ۹۹۶ ع) کے عہد میں سودان کے جغرافیائی حالات پر کتاب (۹۸۵ ع) لکھی۔ یاقوت الحموی (۱۱۷۹ - ۱۲۲۹ ع) نے جغرافیہ سودان پر لکھتے ہوئے اسی کتاب کو مأخذ بنایا تھا۔ این یونس (۱۰۰۹ ع) اور ناصر خسرو (۱۰۰۳ - ۱۰۷۰ ع) ہم عصر فاضل تھے۔ موخر الذکر نے عرب دنیا کے معاشرتی اور جغرافیائی حالات کا بغور جائزہ لیا اور مفصل حالات کو سفرنامہ (۱۰۵۰ ع) میں بیان کیا۔ الاصطخري، ابو اسحاق ابراهیم بن محمد الفارسی (دسویں صدی) نے بلخی کی طرز پر خطی جغرافیہ میں "کتاب المسالک والمسالک" لکھی اور رنگین نقشوں کی مدد سے طبیعی خدوخال اور آب و ہوا کے عوامل و عناصر کی وضاحت کی (۲۰) این حوقل، دسویں صدی کے اس مشہور و معروف مسلمان میاح اور کتاب المسالک و المسالک کے مولف نے الاصطخري کی کتابوں اور نقشوں پر نظر ثانی کی اور بعد ازاں انہی خطوط پر کام کرتے ہوئے علوم جغرافیہ کے سیدان میں قابل قدر اضافی کثیر۔ البکری، ابو عبید عبدالله بن عبد العزیز (۱۰۹۰ - ۱۰۹۲ ع) نے علوم جغرافیہ کے لغات پر ایک کتاب "معجم ما استعجم" تیار کیا اور "کتاب المسالک و المسالک" تالیف کی (۲۱) اس جغرافیہ دان نے مشہور ہسپانوی عالم جغرافیہ محمد الطارقی (۹۶۳ ع) سے استفادہ کیا تھا جس نے شمالی افریقہ کے جغرافیائی حالات پر تحقیقی کام کیا تھا۔ اسحاق بن حسین (۹۰۱ - ۱۰۹۳ ع) نے بھی پر اعظم

افریقہ کے جغرافیائی اور معاشرتی حالات و کوائف کو اپنے مطالعہ کا موضوع بنایا تھا۔ المزینی، ابو عبدالله محمد بن عبد الرحیم (۱۰۸۰ - ۱۱۶۳ ع) نے طویل سفر کے حالات تحفہ الالباب و تحفہ العجائب، میں پیش کئے (۲۱) اور اسپیں افریقہ، دیش، اردیل، بحیرہ کیسین اور دریند وغیرہ کے جغرافیائی حالات "تحفۃ الذهاب فی عجائب البلدان" میں قلمبند کئے۔ ان کے علاوہ "الغرب"، "عجائب البلدان" اور "تحفۃ الکبیر" بھی ان کی کافی مشہور تالیف ہیں (۲۲) الزہری، محمد بن ابی ذکر (۷۱۳ ع) سولف "کتاب الجغرافیہ" نے عہد سامون الرشید (۷۸۳ - ۸۳۳ ع) میں تیار کی جانے والی ضخیم کتاب (۲۳) سے الفزاری کی (۷۹۶ ع) اور الکماری کی طرح بھرپور استفادہ کیا اور اپنے نتائج فکر کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ الادرسی، ابو عبد الله (۱۰۹۹ - ۱۱۶۶ ع) کا شمار حف اول کے جامع کمالات مسلمان جغرافیہ دالوں میں کیا جاسکتا ہے نزہہ المشتاق فی اختراق الآفاق (۴۰) میں فاضل جغرافیہ دان کے تبصر علیٰ اور موضوعی قابلیت کی آج بھی زندہ شہادت ہے۔ یہ کتاب مسلی (عربی نام صقلیہ) کے بادشاہ راجہ دوم (۱۱۰۰ - ۱۱۵۳ ع) کی ہدایت پر پندرہ برس کی مسلسل تحقیق و تدقیق کے بعد لکھی گئی۔ الموصلی، محمد بن علی الانصاری (۱۲۱۳ ع) نے فلسطین، سمر اور شام کے جغرافیائی اور تمدنی و معاشرتی حالات کو "عيون الاخبار" (۱۱۸۹ ع) میں قلمبند کیا۔ شیخ العواری (۱۲۱۳ ع) نے بھی اسی طرز پر ایک کتاب لکھی تھی۔ جس کا عنوان "اشارات علی معرفة الزيارات" تھا۔ یاقوت الحموی (۱۱۷۹ - ۱۲۲۹ ع) ایک عدیم النظیر ہمہ دان عالم تھا۔ اس نے "معجم البلدان" (۱۲۲۹ ع) میں حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ یہ شمار شہروں اور قصبوں اور آبادیوں کے حالات درج کئے۔ کتاب کے آغاز میں کہہ ارضی کے حجم، ساخت، آب و ہوا کی خصوصیات اور تقسیم پر مفصل بحث

کی ہے۔ صفائی الدین (۱۳۰۰ء) نے اس کتاب کا ایک خلاصہ بعنوان ”مراصد الاطلاع“ تیار کیا (۲۶) القزوینی، زکریا محمد بن ابو یحیی (۱۲۰۳ - ۱۲۸۳ء) مولف ”عجبائے و غرائب المخلوقات و غرائب الموجودات“، اور کتاب الجغرافیہ (۱۲۰۵ء) کی فضیلت نہ صرف قرون وسطی میں مسلم رہی ہے بلکہ آج بھی ان سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ (۲۷) الکنعانی، ابوالحسین محمد بن احمد ابن جبیر (۱۲۱۷ - ۱۲۰۵ء) مولف ”رحلة ابن جبیر“ نے بحیرہ روم کے مسلم علاقوں کے اقتصادی اور ثقافتی و معاشرتی حالات کو جغرافیائی پس منظر میں بیان کیا ہے۔ یہ فاضل شخص سلاکا، فیض اور سبته کی درس گاہوں میں برسون تک تدریس و تحقیق پر مامور رہا (۲۸)۔ طوسی، نصیر الدین (۱۲۰۱ - ۱۲۴۲ء) نے مراغہ (ایران) میں ایک رصدگہ قائم کی جو ایل خانی رصدگہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ الزرقائی، ابو اسحاق ابراهیم (۱۰۸۷ء) صحیحہ ناسی ایک خاص قسم کے اصطරاب کا موجہ اور اس سے متعلق ایک کتاب کا مولف تھا۔ اس نے بحیرہ روم کی لمبائی کا قریب قریب صحیح الدارجہ لگایا اور کسیوف شمسی سے متعلق اپنی توضیح میں دنیا کو پہلی مرتبہ سطح بحر سے بلندی کے ذریعے تعین وقت کے طریقے سے روشناس کرایا۔ اس نے سب سے پہلے اوج شمس بہ لحاظ کواکب کی حرکت کو ثابت کیا۔ الزرقائی کی تحقیقات کے مطابق اس اوج کی پہمائش ۱۲۰۳ دریافت ہوئی جدید فلکیاتی تحقیقات کے مطابق یہ ۱۱۰۸ء ہے۔ قطب الدین نے ۱۲۹۰ میں شاہ ایران کے لئے بحیرہ روم کا ایک جامع نقشہ تیار کیا۔ ابن سعید مغربی (۱۲۴۲ء) نے ”کتاب الجغرافیہ فی الانقالیم“ تالیف کی جو اب ناپید ہے۔ اس کا صرف ایک اقتباس محفوظ رہ سکا ہے۔ ابو الفدا (۱۲۷۳ء) مولف ”تقویم البلدان“ کو یورپ میں تیرہویں صدی کے مسلمان جغرافیہ دنوں کا نمائندہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ الدمشقی، ابو عبد اللہ محمد بن ابی طالب (۱۳۲۷ء) مولف ”نخبۃ الدهر فی عجائب البر و البحر“ (۱۳۲۵ء)

کو جنوبی ہند، مالاپار اور کارومنڈل ساحلی علاقوں کے جغرافیائی حالات و کوائف پر سند کی بحثت حاصل ہے۔ جابر بن افچ، باڑھوین صدی کا ایک لائق اصولی جغرافیہ دان تھا۔ اس نے اپنے پہش روں کی طرح خطی اور طبی جغرافیہ سیں قابل قدر خدمات سر انعام دیں۔ این بطورہ (۱۳۰۷ - ۱۳۷۷) برویت دیگر (۱۳۶۹) قرون وسطی کا بلاشبہ عظیم ترین سیاح اور وقائی نگار تھا۔ مغرب کے دانشوروں اور علماء نے مارکوپولو کو علمی دنیا میں بلند مقام پر فائز کرنے کے لئے دیدہ و دانستہ این بطورہ اور اس کے کام کو پرده خفاء میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس عظیم سیاح نے ۲۲ پرس کی عمر (۱۳۲۸ء) میں عالمی سفر کا آغاز کیا اور ۲۲ پرس کی عمر (۱۳۵۸) میں فارغ ہو کر سر اکشن میں سلطان ابو انان کے دربار میں این جزی کے ذریعے طویل سفر کی روداد قلمبند کرائی۔ اس تالیف کو عام طور سے ”رحلة ابن بطوطه“، کہا جاتا ہے جب کہ اس کا اصل نام تحفة النظار في غرائب الامصار و عجائب الاسفار، ہے (۲۹) مستشرق یول (ule) کے مطابق این بطورہ نے جمومی طور پر پچھتر ہزار میل کا سفر کیا تھا (۳۰) المستوفی، حمد الله، دراصل سلطان ابو سعید کے دربار میں اکاؤنٹر تھا۔ اس نے ۱۳۸۰ میں بزیان فارسی ”نژہۃ الحلوب“، لکھی اور ایران و وسط ایشیاء کے حالات تفصیل سے بیان کی۔ دریائے اکسوس (oxus) کی گزرگہ میں واقع ہونے والی ارضیائی اور جغرافیائی تبدیلیوں کے انساب پر بحث کرنے ہوئے بتایا کہ یہ دریا پہلے بعیرہ کیسیں میں گرتا تھا۔ بعد ازاں اس کی گزرگہ تبدیل ہو گئی اور دریا کا رخ بعیرہ ارل کی طرف ہو گیا۔ وسط ایشیاء میں پائی جانے والے گرم ہانی کے چشمون کی مکمل تفصیلات اور باکو (جنوبی روس) کے تمل کے کنوق کے مکمل کوائف یہی اس کی کتاب میں موجود ہیں۔ (۳۱)

الغ بیگ (۱۳۹۳ - ۱۳۹۹ ع) سمرقند کی عظیم الشان رصدگاہ کا بانی جس نے ۱۳۲۷ء میں چند ہیئت دانوں کو فلکیاتی مشاہدات کے کام پر مامور کیا۔ انہوں نے برسوں کی تحقیقات کے بعد ستاروں کی الواح (نقشے یا گوشوارے) تیار کیں جنہیں الواح الغ بیگ کا نام دیا گیا (۳۶) ہندوستان کا سغل بادشاہ باپر سمرقند کی رصدگاہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ الغ بیگ کی الواح پر اس علاقے کے لوگ آج تک عمل کرتے ہیں (۳۷) الغ بیگ کے اخلاف میں سے ہمایوں بھی اپنے وقت کے علمائے ہیئت میں سے ایک تھا۔ السمرقندی، عبد الرزاق گمال الدین (۱۳۸۲ - ۱۳۱۳ ع) تین سال تک ہندوستان میں ایرانی حکومت کا سفیر رہا۔ اس نے واپسی پر ”سلطان السعدین و مجمع البحرين“ لکھی۔ الخوفی شہاب الدین عبداللہ بن ططف الله (۱۳۲۹ ع) کو شاہ رخ نے ۱۵۱۰-۱۳۱۲ ع میں ”زیدۃ التواریخ“ لکھنے پر مامور کیا تھا جس میں جغرافیائی معلومات کا بھی ایک بیش بہا خزینہ شامل ہے۔ الخوفی، حافظ آبرو کے نام سے مشہور ہے۔ ابن ماجد، احمد (۱۰۰۰ ع) نے بحر هند، بحیرہ احمر، خلیج فارس، بحیرہ چین اور جنوب مشرقی ایشیاء کے سمندروں میں جہاز رانی کے موضوع پر کم و بیش پندرہ کتب تالیف کیں (۳۸) واسکوڈی کا ما (۱۳۹۸ ع) میں افریقہ کے مشرقی ساحل پر واقع سالندی میں ابن ماجد سے سلا اور بحر هند کے راستے کے بارے میں ہدایات لیں۔ ابن ماجد کی تالیف میں سے کتاب الفوائد (۱۳۸۹ ع) کو سب سے بلند مقام حاصل ہے۔ جس میں بحری جہاز رانی کی ابتدائی تاریخ، شمسی و قمری حرکات، مقناطیسی سوئی کے استعمال، بحر هند کے تجارتی راستوں اور بحیرہ چین و بحر هند کی متعدد بندرگاہوں کے خطوط عرض بلد وغیرہ کے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس گرانقدر کتاب کو بحری سائنس کے

موضوع پر قرون وسطی کے آخری دور کا تحقیقی شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے، (۳۵) المهدی، ملیحان نے ۱۶ قریب صدی کے آغاز میں بھری ہدایات پر پانچ مقالات لکھیں جن میں سے ایک کا عنوان "العہدة المهریہ فی ضبط العلوم البحریہ" (۳۶) ہے (۱۵۱۴) العہدة المهریہ کا ترجمہ ترک اسیر البحر چلی، سید علی العسین (۱۵۰۰ء) نے کیا۔ اس نے خود بھی ۱۵۰۳ء میں "المحیط"، اور ۱۵۰۳ء میں مرأۃ الممالک کے نام سے دو کتابیں تالیف کیں۔ سیدی علی پھریہ عرب میں فرنگیوں کے خلاف لڑتے آیا تھا۔ لیکن موسیٰ حالات کے باعث اس کا بھریہ نیڑہ سمندروی طوفان میں غرق ہو گیا اور وہ بدقت تمام کجرات کے راستے دھلی پہنچا۔ ہمایوں نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد سیندی علی نے واپس وطن جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہمایوں نے کہا کہ برسات کا سوسم ہے، راستے زبر آب آچکے ہیں اور سفر محال ہے۔ تم موسم صاف ہونے تک ایہیں مقیم رہو اور اس دوران میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا سطالعہ کرو اور کلینڈر میں ان کے وقوع کی صحیح تاریخیں درج کرو۔ تم ہمارے سنجوموں کو سورج کے سدار کا سطالعہ کرنے میں مدد دو اور خط استواء سے متعلقہ سوالیں کو سمجھنے میں ہماری مدد کرو۔ یہ کام اندازاً تین ساہ میں مکمل ہو جائے گا اور تب تک سوسم بھی صاف ہو جائے گا۔ سیدی علی کے مطابق اس نے ہمایوں کے کہنے پر رات دن کی محنت شاقہ کے بعد اس کام کو مکمل کیا (۳۷)۔ رازی امین احمد نے ہندوستان کا طویل سفر اختیار کیا اور "هفت اقالیم" لکھی۔ فارسی زبان میں یہ پہلی مفصل کتاب ہے جسے چفاریہ کا دائرة المعاو فقرار دیا جا سکتا ہے (۳۸)۔ ابو الفضل (۱۵۰۱ء) نے آئین اکبری میں دیگر موضوعات کے ساتھ چفاریائی نوعیت کی معلومات بھی درج کی ہیں (۳۹)۔ محمد بن عمر العاشق نے "مناظر العلم" لکھی جسے اس

دور کے جغرافیائی ادب میں بہت اونچا مقام حاصل ہے۔ کاتب چلپی، حاجی خلیفہ سعید بن عبداللہ (۱۶۰۸ء) نے اپنے پیشوور محمد بن عمر العاشق، امیر البحر سیدی علی کے علاوہ دیگر علماء سے استفادہ کرتے ہوئے کشف النکون عن انسانی الكتب و الفنون، لکھی جس میں بقول برٹھولڈ (۲۰۰) یورپی اور اسلامی جغرافیائی نظریات کے تقابلی مطالعے کی پہلی بار کوشش کی گئی ہے۔

یہ ایک مختصر جائزہ ہے علم جغرافیہ کے میدان میں کام کرنے والے قرون وسطی (۱۰۰۰ - ۱۵۰۰ء) کے مسلمان علماء کی علمی و تحقیقی جستجو کا جس کے مطالعے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ قرآن کریم سے براہ راست تعلق نے اس دور میں علم و عرفان کے دھاروں کا رخ بابل و نینوا اور یونان و روم سے سوڑ کر سکہ و مدنیہ کی طرف کر دیا تھا اور پھر انہی مراکز سے علم و آگہی، عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کی ایسی شمعیں فروزان ہوئیں جنہوں نے پورے برابع عظیم ایشیاء، افریقہ اور یورپ کو منور کیا۔

اس مقام پر دو اسور کی وضاحت کردینا ضروری ہوگا۔ اور یہ کہ قرون وسطی میں انسانی علوم و فنون کی شعبہ وار تخصیص (Specialization) اور موضوعاتی تقسیم (Subject Classification) کا وجودہ طریقہ کار رواج پذیر نہ ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ایک عالم و فاضل شخص سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ ہر علم میں سماحت رکھتا ہوگا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس دور کے علماء ہمہ جہت صلاحیتوں کے مالک تھے اور علم کے ہر شعبہ میں وسیع اور گہری معلومات رکھتے تھے۔ مثلاً ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی (۹۰۳ - ۱۰۸۸ء) ایک عظیم روح کی حیثیت سے مشہور ہے لیکن وہ ایک نہایت قابل طبیب، جغرافیہ دان اور طبیعت کا بے نظیر عالم بھی تھا۔ یعقوب

بن اسحاق الکنڈی (۸۵۰ء) نے ۲۲۵ کتابیں لکھی تھیں جن میں سے ۲۰ فلسفہ پر ۹ منطق پر، ۲۷ طب پر، نفسیات پر اور ۲۲ طبیعی علوم سے بحث کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقالہ میں ایسے تمام علماء اور فضلاء کا ذکر آگیا ہے جنہوں نے علم جغرافیہ کے کسی نہ کسی گوشہ یا پہلو پر مستقل موضوع کی حیثیت سے یا محض فہمی حیثیت سے کام کیا ہے۔

دوم یہ کہ علم جغرافیہ اپنے نفس موضوع اور سزاج کے اعتبار سے ایک نہایت وسیع اور متنوع اور ہمہ جہت علم ہے اس علم کا جس قدر تعلق طبیعی علوم سے ہے اتنا ہی تعلق انسانی علوم اور حیاتیاتی علوم سے یہی ہے کیونکہ اس کی حیثیت تمام علوم و فنون کے مابین ایک "وجہ جامع" کی ہے اور قطعی تقسیمی خطوط کے ذریعہ علوم انسانی کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کے مابین ایسے "شترک مفادات" کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جن کا لحاظ کئے بغیر علم کی ایک بڑی مقدار سے محروم رہ جانا لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیر نظر مقالہ میں جغرافیہ دان، یہ مراد ایک ایسا عالم و فاضل شخص نہیں ہے جو اس لفظ کے موجودہ معنوں میں علوم جغرافیہ کی کسی ایک شاخ میں درجہ تخصص کا حامل ہو۔ "علم جغرافیہ" کا نفس موضوع اور اس کے مطالعہ کا میدان اس قدر وسیع و متنوع ہے کہ ایک اچھا جغرافیہ دان کسی ناول یا تاریخ کی کسی کتاب میں بعض جغرافیائی مسائل کا حل تلاش کر سکتا ہے جیکہ علم جغرافیہ کی مخصوص کتابیں ان مسائل کا حل پیش کرنے سے قادر رہ سکتی ہیں" (۲۱)

مسلمان جغرافیہ دانوں نے صحیح سائنسی روح کی بنیادیں فراہم کیں، تجربی اور مشاہداتی طریق مطالعہ کو فروغ دیا، حقائق کی چہان بین کے لئے مخصوصاً اور غیر متعصبالہ رویہ کو اپنایا اور علم کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے

کی غرض سے خالص شتری جذبہ کے ساتھ کام کیا۔ مسلمان حکمرانوں کی علم دوستی اور علماء کی سر پرستی نے اسلامی معاشرے میں ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا جس نے تہذیب و ثقافت، سیاست و معاشرت اور تعلیم و تربیت کو چار چاند لگادیئے۔ پورے عالم اسلام میں مدارس، تربیت گاہوں، رصدگاہوں اور کتب خانوں کا ایک جال بعچہا دیا گیا۔ ہم یہاں موضوع کی سنتیت سے رصد گاہوں کا مختصر جائزہ لین گے۔

جند بے شا پور (جنوبی مغربی ایران) میں سب سے پہلے رصدگہ لوہی صدی کے نصف اول میں قائم کی گئی۔ اس مقام پر مسلمانوں کے قبضہ سے پہلے ایک علمی اکادمی موجود تھی۔ مسلمانوں نے اس اکادمی کی علمی و تحقیقی سرگرمیوں کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ انہیں ایک ہمہ جہت اور جامع علمی و فکری تعریک کا مظہر بنادیا۔ جند بے شاپور کی رصدگاہ میں احمد النہاوندی جیسے عظیم فضلاء برسوں تک فلکیاتی تحقیقات میں مصروف رہ اور نتائج فکر کو الزیج المشتمل (General Tables) کی صورت میں پیش کیا۔ ماسون الرشید (۸۳۱-۸۳۳ع) نے بغداد کے قریب شمسیہ کے مقام پر ایک عظیم الشان رصدگہ قائم کی اور یحیی بن ابی منصور، خالد بن عبد الملک مروزی، سید بن علی اور عباس بن سعید جوہری ایسے فاضل علماء کو اس رصدگہ میں فلکیاتی مشاهدات کے کام پر مأمور کیا۔ نالینو (Nallino) کے بقول اس رصدگہ میں مسلمان سائنسدانوں نے بطیموس کی کتاب المجستی کے نظریات کو تجربیات اور مشاهدات کی روشنی میں پر کھہا (۹۲۲) دمشق سے دو سیل شمال کی جانب جبل قاسیون پر بھی ایک رصدگہ قائم کی گئی۔ باب التاق (دویائے دجلہ کے کنارے) کی رصدگاہ میں سوسی بن شاکر، احمد، محمود اور حسین نے گرانقدر تحقیقی کام کیا۔ شرف الدولہ (۹۸۲-۹۸۹ع) نے ۹۸۸ع میں بغداد

کے محل کے باع میں ایک رصدگہ تعمیر کرائی جس میں الصغانی کے تیار کئے
ہوئے آلات استعمال کئے جاتے تھے۔ ابو سهل ابن رستم (۶۰۰ھ) اور ابو الوفاء
محمد (۷۹۸ھ) ایسے علماء ہیئت اسی رصدگہ میں کام کرتے تھے۔ ہلاکو خان
نے مراغہ میں قیام کے دوران اپنے وزیر نصیر الدین طوسی کی تجویز کے مطابق
ایک بہت بڑی رصدگہ تعمیر کروائی جس میں ایک ایسا گنبد بنایا گیا تھا جس
بہ پڑنے والی شمسی شعاعوں کے ذریعے سورج کی اونچائی معلوم کرنے میں
مدد لی جاتی تھی۔ بنی گنبد گھڑی کا کام بھی دیتا تھا۔ اس رصدگہ میں کام
کرنے والے علماء نے ایک بہت بڑا گلوب تیار کیا جس پر دنیا کے آباد علاقوں
سمندروں، دریاؤں جہیلوں اور جزیروں کو دکھایا گیا تھا۔ صدرالدین شجاع
اس رصدگہ کا ناظم تھا۔ الخ بیگ (۱۳۹۳ - ۱۴۲۹ھ) نے سرفند
میں ایک رصدگہ تعمیر کرائی اور جمشیدالکاشی کو اس کا پہلا نگران مقرر کیا۔
اس رصدگہ کو عجائب عالم میں شمار کیا گیا ہے (۷۳) اس رصدگہ کے
فضلاء نے الواح الخ بیگ (الزیج السلطانی) تیار کیں۔ سلک شاہ سلجوqi نے
نے بھی وسیے یا نیشا پور میں ۲۵ - ۲۷۰۰ء میں رصدگہ قائم کی تھی۔ عمر خیام
(۱۰۳۸ - ۱۱۱۲ھ) اور عبد الرحمن العزیزی اسی رصدگہ سے منسلک تھے۔
انہوں نے ایک مفید کلینڈر تیار کیا تھا جسے "التاریخ الجلالی" کا نام دیا
گیا ہے۔ گریگورین کلینڈر میں ہر ۳۳۴ سال میں ایک دن کا فرق پڑتا ہے
جب کہ التاریخ الجلالی میں یہ فرق تقریباً ۴۰۰۰ ہزار سال میں ایک مرتبہ
روئنا ہوتا ہے۔ ابو حنیفہ الدینوری نے اپنی نجی رصدگہ قائم کی تھی۔ سرزین
یورپ میں مسلمانوں نے سب سے پہلی رصدگہ سیولی (Seville) کے مقام پر
قائم کی تھی (۷۷۷) یہاں جابر بن آفیہ کی نگرانی میں ۱۱۹۰ء میں ایک عظیم
فلکیاتی میٹارہ (Astronomical Tower) تیار کیا گیا۔ اسپسیں جب

اسلامی اقتدار زوال پذیر ہوا تو سیمی ی فاتحین نے اس ثاور کو نقارہ بجائے کئے استعمال کرنا شروع کر دیا کیونکہ انہیں اس کے علاوہ کوئی استعمال علوم ہی نہ تھا اور وہ بڑے طویل غور و فکر کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچ سکے تھے کہ مسلمانوں نے اسے نقارہ وغیرہ بجائے کئے ہی بنایا ہوگا۔

ابو الحسن نے دورین، ابن یونس نے پنڈولم، ابن فناس نے الٹن سشین

ایجاد کی۔ اصطلاح (Al-libna) (Astrolabe) (الینا) (لبنا) (Latercus) (Annulus) (حلقة الاعتدالیہ) (عرض بلاد پر وقت علوم کرنے کا آلهہ) ذات السمت والارتفاع (سمت اور بلندی علوم کرنے کا آلهہ) المشابه بالمنطبق (روان فاصلوں کی پہمائش کا آلهہ) حلقة الكبری، حلقة الصغری، اور سندیل (Sundial) کی مختلف اقسام خود تیار کیں۔ اصطلاح کو عصر حاضر کے جدید فلکیاتی آلے (Sextant) کا پیش رو قرار دیا جا سکتا ہے۔ الفزاری (۹۶۷ء) التأثیری (۹۹۲ء) الحزین، الخوجندي (۹۹۹ء) الجملی (۹۲۱ء - ۱۰۲۹ء) المرزوqi اور الخوارزمی (۸۴۳ء) نے اصطلاح کی مختلف اقسام ایجاد کیں اور اس فن پر متعدد کتابیں لکھیں (۵۰ء)۔ الصیغانی الكوهی (۱۰۰۲ء) الزرقائی، ابراهیم اصطلاحی، ابراهیم بن سعید، عبدالحمید ایرانی، بدیع الزمان اصطلاحی، مظفر الطوسی اور الادری کا شمار آلات سازی کے سرہرین میں کیا جا سکتا ہے۔ سوخر الذکر، الادری، مراغہ کی رصدگاہ کی ورکشاپ کا نظام تھا۔ اس نے اس رصدگاہ میں استعمال ہونے والے آلات پر ایک مقالہ لکھا تھا (۷۶ء)۔

المراجع

۱ - برق، غلام جیلانی ڈاکٹر "یورپ پر اسلام کے احسان"، ۲۳۳ - ۲۳۲

(لامور ۱۹۶۰ء)

- ۲ - یاقوت، ابو عبدالله بن عبدالله حموی (۱۱۷۹ - ۱۲۲۹ء) معجم الادباء (تدوین سارگولیتھ ۳ : ۸۶ (گب سیموریل سیریز ۱۹۱۳ء)
- ۳ - صورۃ الارض، کوہ هن وی مزک (Haus Mazik) نے ایڈ کیا ہے ((لپزگ ۱۹۲۶ء)
- ۴ - کتاب "حدود العالم" کے انگریزی ترجمہ (دی سنارسکی - لندن ۱۹۳۷ء) کا دبیاچہ از برٹھولڈ ص ۱۰
- ۵ - اس سفر نامے کو موسیو رینان نے ۱۸۵۵ء میں فرانسیسی میں منتقل کیا (تمدن عرب، موسیوی بان اردو ترجمہ سید علی بلگرامی، ۱۹۲۷ء) اور بعد ازاں یہ سفرنامہ جی فیرنٹ کے حوالی کے ساتھ پرس سے ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا۔
- ۶ - یاقوت الحموی، معجم الادباء، ۱ : ۱۲۰ - ۱۲۳ -
- ۷ - زلبریوگ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری کی "كتاب النبات" مجلہ اشوريات (اشترا سبورگ) ج ۲۰ - ۲۳ -
- ۸ - ابن النديم الوراق، الفهرست، ۲۸، الحموی، یاقوت، معجم الادباء - ۱۲۲ : ۱ -
- ۹ - الحموی، یاقوت، معجم الادباء ۱۲۷ -
- ۱۰ - الصوفی عبد الرحمن، صور الكواكب، شائع کردہ کازن (Caussin) در رسالہ (Notices Extraits) ۱۲ : ۲۶۲ - شیل روپ نے اسے ۱۸۷۷ء میں سینٹ پیٹرسبرگ سے شائع کیا اور حیدرآباد (دکن) سے بھی اسے نئی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔
- ۱۱ - فتوح البلدان (تعليقات)، رضوان محمد رضوان) مطبعة المصريه، الأزهر

۱۳۔ اس کا اردو ترجمہ ابوالخیر مودودی نے کیا جسے جامعہ عثمانیہ نے ۱۹۳۲ء میں حیدرآباد (دکن) سے دو جلدیں میں شائع کیا۔

فلپ کے حتیٰ نے انگریزی ترجمہ کیا تھا (نیویارک ۱۹۱۶ء)

۱۲۔ کتاب البلدان (تدوین ڈے خوبی) (لندن ۱۸۶۶ء)

۱۳۔ تدوین ڈے خوبی - لندن ۱۸۸۵ء
۱۴۔ تدوین احمد ذکر ولیدی - ترکی

۱۵۔ لی اسٹرینج اور نکلسن کا انگریزی ترجمہ، کیمرج ۱۹۲۱ء - بعض کتابوں میں اس کا نام صورۃ الاقالیم دیا گیا ہے۔

۱۶۔ اقالیم - جمع اقلیم، اقلیم سے مراد آب و هوا کا خطہ یا محض آب و هوا ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کلکتہ سے ۱۹۱۰ء - ۱۸۹۷ء میں ایشیائیک سوسائٹی آف بنگال کی طرف سے ۲ جلدیں میں شائع ہوا۔ ڈے خوبی نے بھی اس کی تدوین کی ہے (لندن، ۱۸۷۷ء) اس کتاب کا ایک نسخہ قسطنطینیہ میں اور دوسرا برلن میں موجود ہے۔

۱۷۔ اس کتاب کو تاریخی اور خطی جغرافیہ میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ای - شاؤ نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا (لندن ۱۸۸۸ء - ۱۹۱۳ء) ڈاکٹر اے۔ ابیج دانی، جامعہ قائد اعظم نے بھی اس کتاب کو ایڈٹ کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۵۸ء میں حیدرآباد دکن سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

غرة الزجاجہ کو صمد حسین رضوی (پاک آرمی) نے ماضی قریب میں ایک درگاہ کے کتب خانے سے دریافت کر کے علمی حلقوں میں روشناس کرایا ہے۔ (Hamdard Islamicus) (۱۹۷۸ء) میں اس کتاب سے متعلق ان کا ایک پر سفر مقالہ دیکھنے کے لائق ہے۔ معرفۃ الجواہر، کے ایک باب کا انگریزی ترجمہ ایف کرنیکو نے کیا جسے حیدرآباد دکن کے

علمی رسالے "اسلامک لکھر" (۱۹۳۱ء) نے شائع کیا۔ القانون السعودی کو دائرة المعارف، حیدرآباد (دکن) نے ۱۹۵۰ء میں شائع کیا اور حفہ المعمورة (ذکی ولیدی طوغان) کو نئی دہلی سے ۱۹۳۱ء میں شائع کیا گیا۔

(۱۸) مروج الذهب کا ایک نا مکمل انگریزی ترجمہ اے، سپرتگر نے لندن سے ۱۸۲۱ء میں شائع کیا۔

کتاب التنبيه والاشراف بھی مصر میں زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہے۔
۱۹ - جیراڑ نے اس کتاب کا لاطینی ترجمہ کیا تھا (۱۵۳۷ء)

۲۰ - ڈبلیو، اولسٹر نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا (لندن، ۱۸۰۰ء) ڈی خوبی نے اس کتاب کو این خردابدہ، ابن حوقل اور المقدسی کی کتابوں کے ساتھ ایڈٹ کیا ہے (لیڈن - ۱۸۲۰ء)

۲۱ - کتاب المسالک والممالک کے بعض حصوں کو ڈی - سلین نے ایڈٹ کیا ہے (الجیز ۱۸۵۷ء)

۲۲ - اس کتاب کو جیریل فیرنڈ نے ایڈٹ کیا ہے (جرنل ایشیائیک، ۱۹۲۰ء، ۲۳۸ - ccvii)

۲۳ - تحفة الكبير کا ایک نسخہ میڈرڈ (اسپین) کی هسٹاریکل سوسائٹی میں موجود ہے۔

۲۴ - یہ کتاب اب موجود نہیں ہے۔ بروکلمان کے مطابق اس کے چند ایک صفحات بیلیوٹیک نیشنل (پرس ۲۲۲۰) میں موجود ہیں (بروکلمان، عربی ادب ۱۸۹۸ء - ۱۹۰۲ء)

۲۵ - بطرس بستانی نے اخبار الافق لکھا ہے (دائرة المعارف، ۱۸۷۳ء)

- (بیروت) یہ کتاب صدیوں تک بیرونی دوس گاہوں کے نصباب سی شامل رہی۔ اس کا بہلا لاطینی ترجمہ بوجنا الخسروی اور جبریل الصیہونی نے کیا (بیرس ۱۸۱۹ء) اس سے قبل ۱۰۹۲ھ میں مطبع مدبیشی (روم) سے کتاب کا عربی ست شائع ہو چکا تھا جو بیرنے اس کا فرانسیسی ترجمہ کیا (بیرس ۱۸۶۵ء) کتاب کے اصل نسخے اکسفورد اور بیرس کی جامعات میں موجود ہیں۔ کونڈ مل، ذی ایم ڈنلب (۱۹۳۷ء) جی سارائیں اور بروکلین نے اس پر تحقیقی کام کیا ہے۔
- ۲۶ - معجم البلدان کو ایف۔ وشینفیلٹ نے چہ جلوں میں ایڈٹ کیا (لہزگ، جرجنی، ۱۸۶۶ء)
- ۲۷ - کتاب المعرفانیہ کے عام طور پر دو نام مشہور ہیں یعنی عجائب البلدان اور آثار البلاد۔ اسے آثار البلاد و اخبار العباد کے نام سے ۱۹۶۰ء میں بیروت سے لئی آب و تاب سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ الفزویی نے الجاحظ، ابن قلدان الغرناطی، الادری اور الاندلسی کے کتابوں سے استفادہ کیا تھا۔
- ۲۸ - اس سفر نامے کا انگریزی ترجمہ اشیٰ تدوین تہذیب کے ساتھ ڈے خوبی نے کیا ہے (گب سیموریل سیریز، لندن ۱۹۰۴ء) ولیم رائٹ نے بھی اسے ایڈٹ کیا ہے۔ حافظ احمد علی خان نے اسے اردو میں منتقل کیا جو عبید اللہ قسی کی ترتیب و تہذیب کے ساتھ ۱۹۶۲ء میں (کراچی) شائع ہوا۔
- ۲۹ - مشہور مستشرقہ ایج - اے۔ اور گب نے "ایشیا اور الفرقہ کا سفر" کے عنوان سے اس سفر نامہ کا انگریزی ترجمہ کیا (لندن - ۱۹۶۹ء) اس

سفر نامہ کا ایک اور انگریزی ترجمہ ڈیٹریمری اور مسینگوٹشی نے کیا
(پیرس - ۹۳ - ۱۸۴۹)

۳۔ یول۔ ایچ اور کار ڈائئر۔ ایچ، مارکو پولو کی کتاب، (تیسرا ایڈیشن)
لندن ۳۱۹۰۴ء۔

۳۱۔ گوانے۔ لی اسٹرینچ، نے نزہۃ القلوب، کا انگریزی ترجمہ کیا (لندن - ۱۹۱۶ء) سترجم نے اپنی کتاب، ارض خلافت شرقی، میں نزہۃ القلوب سے استفادہ بھی کیا ہے۔ نزہۃ القلوب تهران سے ۱۹۰۸ء میں بھی شائع ہو چکی ہے۔

۳۲۔ حمی گریوز اور ٹی ہائیڈ نے الواح الغ بیگ کی نئے سرے سے تدوین کرکے لاطینی ترجمہ کے ساتھ شائع کیا (لندن - ۱۶۵۰ء) موسیو سیدی لاط نے ۱۸۳۶ء میں ان الواح کے دیباچہ کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا۔ ان الواح کے سولفین من سے جمشید الکشی، قاضی روی، معین کاشانی کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔

۳۳۔ بابر، ترذک بابری، ۳۱ (بمعنی ۱۳۰۸ء)

۳۴۔ ندوی، سبد سلیمان، عربوں کی جہاز رالی، اسلامک کلچر (میدرآباد)
اکتوبر ۱۹۳۱ء

۳۵۔ کریم، حیر، ایچ، میراث اسلام، ۹۶۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، لندن ۱۹۳۶ء - ۱۹۶۷ء، ۳ : ۳۶۰، مقالہ جی فیرنیل

۳۶۔ ایم۔ وا، همیر نے اس کا ایک خلاصہ تیار کیا جو ایشیائیک سو سائنسی بنگال کے جرنل جلد ۸ - ۳، ۱۸۳۳ - ۱۸۳۸ء میں شائع ہوا۔

۳۷۔ ویمیری، دی ٹریواز اینڈ ایڈونچر آف دی ٹرکش ایڈرسل سید علی رئیس، (لندن - لندن - ۱۱۸۹ء) - ۳۹

- ۳۸ - عبد المقتدر اور محفوظ الحق نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا (کلکتہ ۱۸۹۲ء)
- ۳۹ - جبرٹ ایج ایس نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا (کلکتہ ۱۸۹۳ء)
- ۴۰ - برٹھول، ڈبلیو "مسلمان کلچر" کلکتہ ۱۹۳۳ء۔ کشف الظنوں کا لاطینی ترجمہ جی فلو گل نے کیا جو سات جلدیوں میں لپڑ اور لندن سے ۱۸۳۵ء میں شائع ہوا۔
- ۴۱ - الصیاد، محمد محمود دکتور "من الوجهة الجغرافية" (بیروت ۱۹۲۱ء) ۴۲ - اسپر علی، ہستیری آف سائینس (بحوالہ نالینو) ۲۹
- ۴۳ - انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۹ : ۹۰۰، لندن ۱۹۲۷ء - ۱۹۳۶ء
- ۴۴ - اسپن میں دریائی گذاری کوئیر کے کنارے ایک مقام۔
- ۴۵ - مثلہ العمل بالاصطرباب ذوات الحلق، العمل بالاصطرباب المسطح، کتاب الزیج المسطح، کتاب الزیج الكبير، کتاب الزیج الصغير وغیره۔
- ۴۶ - جی۔ سارٹن نے اپنی کتاب کی دوسری جلد میں الادری کے تھار کردہ آلات کی سکون فہرست دی ہے۔

